

۴۔ جب پھول نہ رہے تو نسیم کے لیے پابندی بھی ختم ہو گئی لہذا فرمایا اسے آزادی مبارک وہ جہاں چاہے جائے۔ جس طرف چاہے چلے۔

۵۔ جال کے حلقے ٹوٹ جائیں تو وہ اس قابل نہیں رہتا کہ شکار اس میں پھنسے۔
نسیم اس اعتبار سے بھی آزاد ہو گئی

۶۔ تقریباً تمام شارحین نے نسیم کے معنی خوشبو لے کر شرح کی ہے، جو موزوں معلوم نہیں ہوتی۔ اگر خوشبو ہی مراد تھی تو مرزا نے نسیم کی جگہ شمیم کیوں نہ لکھا؟

۳۔ لغات : لبِ خونیں نوا : وہ لب، جس سے لہو بھری صدا میں نکلتی ہیں۔
شرح : جسے دیکھو، وہ رنگ کی لہر سہر کے دھوکے میں پھنس گیا۔ آہ!
پھول کا وہ نالہ کسی نے نہ سنا، جو لہو بھری صدا میں بلند کرنے والے لب پر جاری تھا
مطلب یہ ہے کہ ہر شخص ظواہر میں الجھا ہوا ہے، انہیں چیزوں پر نظر رکھتا ہے، جو اس کو اپنی طرف کھینچتی ہیں، لیکن حقیقت پر کسی کی نظر نہیں۔ پھول کے اندر سے بھی خون بھری فغاں بلند ہو رہی ہے اس پر کسی کی توجہ نہیں اور رنگ پر سب مٹے جا رہے ہیں، حالانکہ وہ محض دھوکا ہے، محض طلسم ہے، جو جلد سے جلد ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ شرح : وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے، جو عشق کی سیاہ مستی میں پھول کے سائے کی طرح اپنا سر پھول کے پاؤں پر رکھتے رہتا ہے۔

ہاں پھول سے مراد محبوب ہے۔ یعنی خوش نصیب وہی عاشق ہے، جو ہر تعلق سے کنارہ کش ہو کر بخود و مدہوش آدمی کی طرح اپنے محبوب کے قدم نہ چھوڑے اور سایے کی طرح اس کے قدموں پر جھکا رہے۔

۵۔ لغات۔ نفسِ عطر سائے گل : پھول کا عطر بھرا سانس یعنی اس کی دلآویز خوشبو۔

شرح : اے محبوب میں جانتا ہوں کہ بہار نے پھول صرف تیرے لیے پیدا کیے ہیں کہ تو ان سے کام لے۔ مثلاً ہار بنا کر گلے میں ڈالے، زلف و کاکل میں لگائے